بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ۰

فضائل سیدالمرسلین

☆ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ☆

تالیف:۔

خالد سیف اللہ القاسمی

خادم حدیث وافتاء وجامعہ اشرف العلوم رشیدی

گنگوہ سہارنپور یوپی۔

ابن

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ۔

مؤسس وبانی جامعہ ہذا۔

ناشر:۔

مکتبۂ شریفیہ گنگوہ، سہارنپور یوپی، انڈیا۔

تفصیلات

نام کتاب : ـــــــــــــــــــ فضائل سیدالمرسلین

نام مؤلف: حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ۔

کمپوزنگ: مولانا محمد دلشاد رشیدی۔

تحسین وتزیین: ابوسعد / عبدالواجد عفا اللہ عنہ

تعداد طباعت: ۱۱۰۰

طبع اول: ۱۴۱۹ھ

طبع ثانی: ۱۴۲۹ھ

قیمت: ۲۵

ملنے کا پتہ

مکتبۂ شریفیہ گنگوہ۔

فہرستِ مضامین

پیش لفظ :۔

اللہ پاک کے عظیم احسانات میں جو اس ناکارہ پر ابر فراواں کی طرح برس رہے ہیں ان میں سے ایک نعمت تصنیف وتالیف کی بھی ہے، فضائل سید المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ نامی یہ رسالہ اللہ پاک نے اپنے فضل وکرم سے ۱۴۱۹ھ میں تالیف کرنے کی توفیق بخشی تھی کس قدر مبارک اوقات تھے جو اس مقدس رسالہ کی تالیف میں صرف ہوئے تھے پھر اس رسالہ کی برکت کا جلد ہی ظہور ہوا کہ دوبارہ جلدی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی دیارِ حبیب ﷺ ہے ہی وہ مقدس ومبارک جگہ جہاں مؤمن عاشق کا قلب ہر وقت معلق رہتا ہے اور وہ بار بار زیارت کا متمنی رہتا ہے یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پھر جلد توفیق عطا فرما مجھے بھی اور میرے احباب کو بھی اولاد و متعلقین کو بھی۔

اسکا ایڈیشن ختم ہوئے بھی ایک عرصہ گذر گیا، اللہ پاک درجات بلند سے بلند فرمائے میرے والد ماجد قدس سرہ (حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ مؤسس، بانی وسابق ناظم جامعہ ہذا۔) کے اپنی حیات میں بار بار تالیفات کی طباعت کیلئے کہتے تھے مگر اس وقت دوبارہ یہ رسالہ طبع نہ ہوسکا اب مزید کچھ باتوں کے ساتھ عزیزم مخلصم مولانا عبدالواجد سلمہ اللہ تعالیٰ مدرس مدرسہ اشرف العلوم رشیدی کی محنت سے جو تالیفات میں ہر وقت تعاون وسعی پیہم کرتے ہیں۔

اللہ انکو اجر عظیم عطا فرمائے اور ترقیات سے نوازے!!! دوبارہ طبع ہو رہا ہے اللہ پاک قبول فرمائے اور برکاتِ ظاہریہ اور باطنیہ کا ذریعہ بنائے اور اس رسالہ سے عظمتِ رسول ﷺ ومحبت وعقیدت پھر اتباع سنت میں اضافے فرمائے یہی اس رسالہ کا مقصد اعظم ہے۔

خالد سیف اللہ عفا اللہ عنہ

خادم الحدیث والافتاء

۱۲/ ۵/ ۱۴۲۹ھ

صلی اللہ علیہ وسلم

انتساب

ناکارۂ خلائق مؤلف اپنی اِس تالیف کو **اَوَّلًا** اپنی عزیز مادرِ علمی جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی طرف اور ثانیاً اس کے بانی ،مبانی ،سابق مدیر و رئیس والد ماجد فانی فی اللہ، عاشق رسول اللہ ﷺ حضرت اقدس مولانا الحاج قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ اور والدہ ماجدہ ''نعمت الٰہی مدظلہا'' کیطرف منسوب کرتا ہے، جنکی مستجاب اور مقبول دعاؤں کا یہ فیض اور ثمرہ ہے۔

نیز اُنکی قلبی دعاؤں، تمناؤں، چاہتوں اور آرزوؤں کے ساتھ ناکارہ کی ترقیات ظاہری و باطنی، روحانی، علمی، عملی، دینی و دُنیوی وابستہ ہیں، مولائے کریم اس کو شرفِ قبولیت عطا فرما اور والدہ ماجدہ کے سایۂ رحمت کو تا دیر قائم فرما! اور میرے محبوب و مشفق والد محترم رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر نصیب فرما! درجات بلند فرما!

آمین یارب العالمین!!!

خالد سیف اللہ عفا اللہ عنہ

۱۲/ ۵/ ۱۴۲۹ھ

آقاءِ نامدار رحمتِ عالم حضرت نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں شیخ المشائخ محبوب العلماء فانی فی اللہ عاشق رسول اللہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی اسطرح گویا ہیں۔

دوستو زندگی کا پیام آگیا !!!

جب زباں پر محمدؐ کا نام آگیا — دوستو! زندگی کا پیام آگیا
آگیا ، انبیاء کا امام آگیا — لیکے فیضان دارالسلام آگیا
تیرے در پر جو خیر الانام آگیا — اس کے ہاتھوں میں عرفان کا جام آگیا
سازوسامان عیش دوام آگیا — یعنی حکم سجود وقیا م آگیا
اللہ اللہ ہوئی دل کی دنیا حسیں — جب مقدر سے حسن تمام آگیا
پاگیا پاگیا حاصل زندگی — در پہ آقا کے جس دم غلام آگیا
دور ظلمت ہوئی ، دل منور ہوا — جب مدینہ میں ماہِ تمام آگیا
ان کی مرضی نظر آئی رشک جناں — عشق میں ایک ایسا مقام آگیا
لائے تشریف جب سید المرسلین — خلد دنیا بنی وہ نظام آگیا
ظلم رخصت ہوا عدل قائم ہوا — عشق کے ہاتھ میں انتظام آگیا
تیرے ابرِ کرم سے شہہِ انبیاء — ہو کے سیراب ہر تشنہ کام آگیا
فیضِ ساقئی کونین صلّ علیٰ — جو بھی چاہے پیئے اذنِ عام آگیا
تیری برکت سے اے سیدِ انس وجاں — صبح روشن ہوئی کیفِ شام آگیا
آپؐ کی مدح انسان کیا کر سکے — عرش سے جب دورد وسلام آگیا
قلب شاداں ہوا روح رقصاں ہوئی — لب پہ احمد کا شیریں کلام آگیا

ذکر

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد ''اولین وآخرین''میں تمام محامد، وخوبیوں، ظاہری وباطنی کمالات، روحانی وجسمانی، فضائل، واوصافِ حمیدہ، اخلاقِ کریمانہ، اقدارِعالیہ،صفاتِ رُوحانیہ،انوارِربانیہ، وبرکاتِ الٰہیہ،رشدوہدایت،علم وعرفان کامنبع ومصدرحضورپاکﷺ کی ذات بابرکت ہے یعنی ہرقسم کی خیروبھلائی،عزت وشرافت،عظمت ورفعت آپﷺ کی ذات والا صفات سے وابستہ ومربوط ہے،تمام انسانوں کوجوکمالات وخوبیاں علیحدہ علیحدہ طور پر دی گئی ہیں وہ تمام آپﷺ کے آفتابِ کمالات کی شُعائیں ہیں۔

مُجملاً اہلِ اسلام کااس بات پرعقیدہ واتفاق ہے کہ معمورۂ ارض پر آپﷺ سے افضل واعلی، اکرم واشرف، نہ کوئی پیدا ہوااورنہ پیدا ہوسکتا ہے،تمام حضرات انبیاءورُسل۔ علیھم الصلاۃ والتسلیم۔صحابہؓ وتابعین،فقہاءومحدثین،مفسرین ومتکلمین،اولیاءوصلحاء،واتقیاءوابرار،عشاق وعارفین، مصنفین ومؤلفین، آپﷺ کےاورآپﷺ کےلائے ہوئے دینِ متین کے خدام ہیں۔

آپﷺ کی مدح وتوصیف سے زبان وقلم عاجز ہیں الفاظ کا دامن تنگ ہے اورگلِ حسن توبسیار کا عالم ہے،آپﷺ کے فضائل ومناقب حدِشمار سے باہر ہیں، برکت کے طور پراس مختصر رسالہ میں چند باتیں سپردقلم کیجاتی ہیں ''تاکہ

خریدانِ یوسف میں اس ناکارۂ خلائق کا نام بھی شامل ہوجائے اورآپﷺ کے عُشاق وخدام میں کوئی جگہ میسر ہوجائے اسطرح اللہ اوراُن کے پیارے رسول ﷺ کی رضامندی کی کچھ اُمیدیں وابستہ ہوجائیں اورنجات ومغفرت کاذریعہ بھی بن جائے ،جونہی ان سطور کولکھنا شروع کیادل ودماغ پرواز کرکے روضہ اقدسﷺ الف الف مرۃ بقدرکل ذرہ پرحاضرہوگیااورروضۂ اقدسﷺ پرلکھے ہوئے یہ اشعار یادآنے لگے۔

یاخیرُ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أعْظَمُه

فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ القاعُ والاكمُ

نَفْسِيُ الْفِدَاءُ لقبر أنتَ سَاكِنُهُ

فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اے وہ ذات عالی جوان تمام انسانوں میں سب سے بہتر ہے جن کے ابدان واجساد،لحم وشحم، عظم ودم، زمین میں دفن ہیں،جنکی خوشبواطہر سے پہاڑ ومیدان ،دشت وجبل سب خوشبودار ہوگئے۔

میری جان اس روضہ(قبراطہر) پرفدا ہوجس میں آپﷺ آرام فرما ہیں اسمیں عفت، جودوکرم بلکہ تمام ہی کمالات کاخزانہ ہیں۔

مواجہ شریف پر یہ اشعارمکتوب ہیں کس قدرخوش نصیب تھاان کا قائل کہ اسکے اشعارکووہاں جگہ مل گئی، اوراسکو یہ فضیلت حاصل ہوگئی، اگر چہ وہ

سب حضرات بھی خوش قسمت اور خوش نصیب ہیں جنھوں نے محبوب رب العالمین کی عقیدت ومحبت ،ایمان کی حرارت اور جذبۂ عشقِ الٰہی وعشقِ رسول ﷺ سے سر شار ہوکر کچھ بھی کہا یا لکھا ،کبھی صفہ پر بیٹھ کر یہ اشعار پڑھنا یاد آنے لگا جو صفہ پر بیٹھ کر آنکھوں کے سامنے روضۂ خضراء پر مکتوب ہیں۔

رَبُّ الْجَمَالِ تَعَالَى اللّٰهُ خَالِقُهُ

فَمِثْلُهُ فِيْ الْخَلْقِ لَمْ أَجِدْ

خيرُ الخلائقِ أعلى المرسلينَ ذُراً

خَيْرُ الأَنَامِ وَهَادِ يْهِمْ اِلَى الرُّشْدِ

آپ ﷺ جمال کے مالک ہیں'' بلکہ جلال وکمال ونوال'' کے بھی اللہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بلند وبالا ذات نے آپکو'' ایسا بے مثال'' پیدا فرمایا جنکی نظیر ومثال میں مخلوقات میں کسی کو نہیں پاتا جملہ مخلوقات میں بہتر ،اور رسولوں میں اعلیٰ نسب ،تمام کائنات کے پیش رو اور امام اور اُن کو ہدایت پر لانے والے آپ ﷺ ہی تو ہیں۔

اور کبھی روضۂ اقدس پر لکھا ہوا کلمہ طیبہ: **لاإلٰـهَ إلاّ اللّٰـه الحقُ المبينُ محمدٌ رَسُولُ اللّٰهِ اَلصَّادِقُ الْوَعْدُ الأَمِيْنُ** یاد آنے لگا، یہ پورا نقشہ دیارِ محبوب کا نظروں میں گھومنے لگا اور بحرِ عشق میں اضطراب پیدا ہو گیا کہ اے کاش مدینہ کے کتوں ہی میں میرا شمار ہو جاتا معاً عاشقِ صادق حضرت قاسم صاحبؒ کے اشعار زبان پر آنے لگے۔

☆تمنا لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ☆

☆کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار☆

سُبحانَ اللّٰه کیسا عجیب منظر، کبھی گنبد خضراء کا نظارہ کبھی روضۂ اقدس کا مشاہدہ، ومحبت وسرور بھی، عظمت ورفعت بھی، جاہ وجلال بھی، حسن وجمال بھی، فضل وکمال بھی، رُعب وہیبت بھی، رفق وشفقت بھی، کبھی کسی حال، کبھی کسی کیفیت کا وجدان واحساس ہونے لگتا ہے، کبھی **روضةٌ مِنْ رِيَاضِ الجنة** میں حضور وصلاۃ، اور کبھی بابِ جبرئیل سے مرور با سرور، اور کبھی صُفہ پر جُلوس وتلاوت اور کبھی جنت البقیع میں روحانیت وانوار وبرکات کا سمندر، محسوس ہونے لگتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس خطۂ مُبارکہ، مقدسہ، متبرکہ میں بارہ ہزار سے زیادہ صحابۂ کرام کے نفوسِ قُدسیہ، ابدانِ مقدسہ، اجسادِ طیبہ، طاہرہ، اور لاکھوں تابعین من اَولادِ الصحابہ ومتعلقین، علماء، صلحاء، کبار اولیاء اللہ، پھر صحابہ میں بیشتر ازواجِ مطہرات، بناتِ طیبات عابدات، صالحات، قانتات، ذاکرات وخاشعات اور خلفاء راشدین میں سے جامع القرآن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور راویٔ اسلام مشہور بین الخواص والعوام حضرت اَبوہُریرۃ اور ابوسعید خدری جیسے اجلِ صحابہؓ اور مشہورِ عالم مقتدا، علم وعمل کے جامع، حدیث وفقہ کے مجمع البحرین صاحب الوقار والھیبہ، خاشع وخاضع عابد وزاہد امام دارالہجرۃ مالک ابن انسؒ جیسے حضرات اللہ پاک کی خصوصی عنایات، مخصوص انوار وبرکات، خصوصی تجلیات سے سیراب وفیضیاب

،الطافِ ربانیہ میں غوطہ زن ہو رہے ہیں ۔*اللّٰھم احشرنا معھم!!!*

الغرض یہ سفر ہی عجیب، پرنور ہر شئی میں مزہ، لطف ہی لطف، کرم ہی کرم، جیسے طِفلِ مضطرب کو مادرِ مہربان کی گود میں بیٹھ کر اطمنان وسکون محسوس ہوتا ہے اور اُسکی ساری بے چینی دُور ہو جاتی ہے اسی طرح مؤمن دیارِ حبیب میں ہوتا ہے یارب العالمین! خدائے کریم پھر حاضری کی بار بار سعادت نصیب فرما، مزید وہاں کے انوا رو برکات سے فیضیاب ہونیکے اسباب مہیا فرما، اور حیات میں ہر جگہ و ہر وقت برکت وحفاظت کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی توفیق دائمی، ازلی مرحمت فرما!

جب کہ اللہ رب العزت والجلال نے قرآنِ پاک میں اپنے صالح بندوں کو یاد کرنے کا حکم فرمایا کہیں ارشاد فرمایا: **وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيْقاً نَبِيا۔** اور یاد کرو کتاب میں ابراہیم بیشک تھے وہ بہت سچے اور اچھے نبی اور کہیں فرمایا: **وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وكان رسو لا نبياً** اور یاد کرو کتاب ''قرآن کے اندر'' اسماعیل کا کہ تھے وہ وعدے کے پکے ''اور بہترین'' رسول و نبی اور کہیں فرمایا: **وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ۔** اور پڑھ کتاب میں مریم کا تذکرہ بھی، تو ہم اپنے محبوب سرورِ عالم امام الانبیاء خاتم المرسلین رحمت عالم ﷺ کو کیوں بار بار یاد نہ کریں جبکہ تذکرۂ خیر ایمان کی اساس وروح، ہدایت کا سرچشمہ، اعمالِ صالحہ کی توفیق اور رضاءِ الٰہی کا باعث فضائل وکمالات کا سبب، الطافِ رحمانیہ کے نزول کا داعی وجالب بنتا ہے:

اسی لئے باری تعالیٰ عزاسمہ فرماتے ہیں:

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْراً رَسُوْلاً يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللّٰه مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحاً۔

آیت کریمہ میں اللہ پاک وحدہ لاشریک لہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف تذکرۂ رسول اُتارا جو اللہ کی کھلی آیات تم کو سناتے ہیں تا کہ ایمان وعمل صالح کرنے والے آپ ﷺ کی برکت سے ظلمت سے نورِ ہدایت میں نکل آئیں۔

نیز فرماتے ہیں: **وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ**

اور فرمایا: **كَمَا أَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلاً مِنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۰**

جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں کا ایسا رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں پڑھکر سنائے اور تمہارے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور تمکو کتاب وحکمت کی تعلیم دے نیز تمکو وہ باتیں سکھائے جنکا تمکو علم نہیں

اور آپ ﷺ ثمرہ اور نتیجہ ہیں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرما رہے ہیں: **رَبَّنَا اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ ص وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ**

أَنْتَ التَّوَّا بُ الرَّحِيْمُ ۔

اورفرمایا: آپ علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر فرماتے جا رہے ہیں اور یہ دعا کرتے جا رہے ہیں : اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنا مطیع وفرمابردار بنااور ہماری نسل میں سے بھی ایک فرمابردارامت پیدا فرما، اور ہم کو اپنی عبادت کا طور طریقہ سکھا دیجئے اور ہم پر خوب توجہ فرمایئے (ہماری توبہ قبول فرمایئے) یقیناً آپ خوب توبہ قبول فرمانے والے ہیں، نیز فرمایا: **رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْ لاً مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَا بَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَ كِّيْهِمط اِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔**

اے ہمارے پالنہار اوران میں ایک ایسا رسول بھیجئے جوانہی میں کا ہو کہ اُن کو آپ کی نازل کردہ آیتوں کو پڑھکر سنائے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انکا تزکیۂ نفوس کرے یقیناً آپ غالب ہیں حکمت والے ہیں: کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ہوئی پہلوآمنہ سے ہویدا ☆☆☆ دعاءخلیل ونوید مسیحاء

اللہ پاک کی نعمت کبریٰ نبی علیہ السلام کی تشریف آوری کو یاد کرو، اہل اسلام کیلئے کیا بلکہ جملہ عالموں کیلئے نبی کریمﷺ کی ذات گرامی والاصفات سب سے بڑی نعمت ہے چونکہ ساری نعمتیں آپﷺ کے واسطہ اور طفیل سے ہیں۔

باب اوّل:

☆تمام نبیوںؑ سے پہلے آپؐ کو نبی نبایا گیا۔☆

اس بیان میں یہ ذکر کیا گیاہیکہ نبی کریمﷺ تمام انبیاء سے پہلے نبی بنائے گئے ہیں ابو اسحاق جوزجانیؒ نے اپنی تاریخ میں ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا**کنت أولَ الأ نبياءِ خلقاً وآخرهم بعثاً** کہ میں انبیاء میں پیدائش کے اعتبار سے سب سے مقدم ہوں اور بعثت کے اعتبار سے سب سے مؤخر ہوں۔

اس مضمون کی روایت محمد بن اسحاق **امام المغازی والسیر** المتوفی ۱۵۱ھ نے حضرت قتادہ بن دعامہ الدوسی البصری امام التفسیرؒ سے مرسلاً اس طرح نقل کی ہے،**کنت أولَ الناس فی الخلق وآخرهم فی البعث۔**

علامہ ابن جوزی نے الوفاء میں کعبِ احبار سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمدﷺ کو پیدا فرمانا چاہا تو جبرئیلؑ کو حکم فرمایا کہ اس جگہ کی مٹی لاؤ جو زمین کا قلب ہے اور سب سے بارونق اور پرنور ہے۔

چنانچہ بامرِ الٰہی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آپ کے ساتھ ملائکہ فردوس

اور ملائکہ افق تھے انھوں نے اس جگہ جہاں قبرِ مبارک ہے ایک مشتِ خاک اٹھائی پھر اس کو تسنیم کوثر کے پانی سے انہارِ جنت میں گوندھا یہاں تک کہ وہ چمک دار موتی بن گیا جس سے عظیم شعائیں نکلتی ہیں اور پھر اس کو لیکر ملائکۂ کرام نے عرش کرسی سموات وارض کا طواف کیا تو جملہ فرشتوں نے پہچان لیا کہ یہ نورِ محمد ﷺ ہے۔

حالانکہ ابھی آدم کا تعارف بھی نہیں ہوا تھا پھر اس نورِ مبین کو آدم کی پیشانی میں چمکایا گیا اور ان سے بتایا گیا کہ یہ سیدِ اولادِ آدم کا نور ہے پھر جب حضرت حواء کے بطن مبارک میں حضرت شیثؑ کا حمل قرار پایا تو وہ نورِ آدم سے حواء میں منتقل ہوا اور حضرت حواء کے بطن سے دو بچے ہوتے تھے مگر جب حضرت شیثؑ کا حمل قرار پایا تو اس سے صرف شیث علیہ السلام ہی پیدا ہوئے یہ نبی کریم ﷺ کے اعزاز میں ہوا پھر نورِ پاک سے پاک کی طرف برابر منتقل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی زمین پر تشریف آوری ہوئی۔

حافظ ابوالحسن بن القطان جو حفاظِ حدیث میں شمار ہوتے ہیں المتوفی ۶۲۸ھ اپنی کتاب ''الاحکام'' میں بواسطہ علی بن حسین بن علیؓ المعروف بزین العابدین سند کے ساتھ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ میں (نبی کریم ﷺ) رب تعالیٰ کے سامنے آدمؑ کی تخلیق سے ۱۴ ہزار سال قبل ایک نور کی شکل میں تھا، حافظ محمد بن عمر عدنی جو امام مسلمؒ کے شیخ واستاذ ہیں اپنی مسند میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کا نور مبارک اللہ پاک کے سامنے آدمؑ کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل

پیدا ہو چکا تھا اور جب وہ نور تسبیح کرتا تھا تو ساتھ ساتھ فرشتے بھی تسبیح کرتے تھے۔

اس مضمون کی طرف سیدنا عباسؓ نے بھی اپنے اشعار میں اشارہ فرمایا ہے امام طبرانیؒ جو کبار محدثین میں شمار ہوتے ہیں المتوفی ۳۶۰ھ ذکر فرماتے ہیں کہ ایک بار سیدنا عباسؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں فرمایا کہو اس پر مندرجہ ذیل اشعار پیش کیئے۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتُ فِيْ الظِّلَالِ وَفِيْ
مُسْتَوْدِعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَابَشَرٌ
أَنْتَ وَلَامُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ
وَقَدْأَلْجَمَ نَسْراً وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمَا
تَجُوْلُ فِيْهَاوَلَيْسَ تَحْتَرِقُ

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلىٰ رَحِمٍ
اِذَامَضَى عَالَمٌ بَدَاطَبَقُ

وأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشرَقَتِ الأَرْضُ
وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الأُفُقُ

وَنَحْنُ فِيْ ذٰلِکَ الضِّيَاءِ وَفِی النُّوْرِ

وَ سُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ان اشعار میں سید نا عباسؓ نے اس مضمون کو ادا فرمایا ہے کہ آپ علیہ السلام کی ذات گرامی ہی اصل ہے،حضرت آدم علیہ السلام جب پتے اپنے بدن پر تستر کیلئے لگا رہے تھے آپ اس سے قبل ہی سایۂ رحمت میں تھے پھر آپ آدم علیہ السلام کے ساتھ بلاد میں اُترے حقیقت اور روحانی طور پر صلب آدم میں موجود تھے مگر بشر اور مضغہ اور علق کی صورت میں نہیں تھے پھر آپ ہی تھے جب طوفان نوح میں غرق عام تھا جو کشتی میں سوار تھے پھر نار خلیل اللہ میں آپ پوشیدہ طور پر اترے اور وہاں گھوم رہے تھے اور ابراہیمؑ کی نجات کا ذریعہ بنے پھر صلب سے رحم میں مرور زمانہ کے ساتھ منتقل ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ کی پیدائش باسعادت سے عالم منور وروشن ہوگیا اور ہم سب اس نور میں اور ہدایت کے راستوں میں چلنے لگے۔

علماء کی ایک جماعت نے جن میں سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عساکر و بیہقیؒ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو ان کی اولاد کے بارے میں خبر دی ،چنانچہ وہ بعض کے فضائل دوسرے بعض پر بڑھے ہوئے دیکھنے لگے اس اثناء میں

انہوں نے ایک نور دیکھا جو نیچے سے اوپر کی طرف روشن ہو رہا تھا عرض کیا یارب یہ کون ہے فرمایا یہ ہمارے نبی احمد ﷺ ہیں یہ اول وآخر ہیں، اور بعض جگہ الفاظ یہ ہیں کہ یہ جنت میں سب سے اول داخل ہونے والے شخص کا نور ہے آدم علیہ السلام نے فرمایا: **الحمد للّٰہ الذی جعل من ذریتی من یسبقنی الی الجنة ولا أحسده۔**

الحمد للّٰہ مجھے اس پر خوشی ہے کہ میری اولاد میں بعض ایسے بھی ہیں کہ مجھ سے قبل جنت میں جانے والے ہیں اس پر میں اللہ پاک کی حمد وثنا کرتا ہوں اس پر حسد نہیں کرتا۔

اسی مضمون کو شیخ صالح بن الحسینؒ نے جو شافعی المسلک عالم ہیں اپنے قصیدہ میں اس طرح ادا کیا ہے۔

وَ كَانَ لَدَى الْفِرْدَوْسِ فِيْ زَمَنِ الرِّضَا

وَأَثْوَابُ شَمْلِ الْأُنْسِ مُحْكَمَةُ السُّدَى

يُشَاهَدُ فِيْ عَدْنٍ ضِيَاءً مُشَعْشَعاً

يَزِيْدُ عَلَى الْأَنْوَارِ فِي النُّوْرِ وَالْهُدَى

فَقَالَ اِلٰهِي ماالضِّيَاءُ الذى أَرَى

جُنُوْدَ السَّماءِ تَعْشُو اِلَيْهِ مُتَرَدِداً

فَقَالَ : نَبِیٌّ خَيْرُ مَنْ وَطِىءَ الثَّرَى

وَأَفۡضَلُ مَنۡ فِیۡ الۡخَیۡرِ رَاحَ وَاغۡتَدَی

تَخَیَّرۡتُهُ مِنۡ قَبۡلِ خَلۡقِکَ سَیِّداً

وَأَلۡبَسۡتُهُ قَبۡلَ النَّبِیِّیۡنَ سُؤدَدَا

ان اشعار کا حاصل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حق جل مجدہ کی خوشنودی کے زمانہ میں بفرحتِ تام سرور کامل جنت الفردوس میں انس ومحبت کے عمدہ کپڑوں کو زیب کئے ہوئے جن کے تانے بانے نہایت مضبوط تھے۔

جنت عدن میں ایک نور بلند محسوس کرتے تھے جو تمام انوار ہدایت پر غالب آرہا تھا یہ دیکھ کر آپ عرض کرنے لگے کہ یا الٰہی یہ کیسا نور ہے؟ جو آسمان کے لشکروں پر غالب ہوجاتا ہے اور وہ تمام اس کی طرف بار بار آتے ہیں۔فرمایا کہ یہ میرے محبوب محمد ﷺ کا نور ہے جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے عمدہ ہیں اور اُن تمام افراد میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں جو خیر وبھلائی میں صبح وشام کرتے ہیں میں نے ان کو تیری پیدائش سے قبل ہی منتخب کرلیا تھا اور تمام انبیاءؑ کا سردار مقرر کردیا تھا۔

اس جگہ دو تنبیھیں ضروری ھیں۔

(۱) امام غزالی کتاب النفخ والتسویہ میں فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کنت أولَ النبین خلقاً میں خلق سے مراد تقدیر ہے کیونکہ وجودِ ظاہری میں آپ ﷺ کا سب سے مؤخر ہونا ظاہر ہے اور آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے یہاں تولد سے قبل موجود نہ تھے لیکن کمالات وبرکات کے اعتبار سے عالمِ تقدیر میں سبقت کرچکے تھے اگرچہ وجود میں بعد میں ہوں اور ایسا

بہت دفع ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والوں میں کئی ایسے ہوئے ہیں جو متقدمین پر کمالات میں بڑھ جاتے ہیں یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

مذکورہ اشعار میں مشکل الفاظ کا ترجمہ لکھا جاتا ہے مشعشعاً، منتشر، پھیلا ہوا، ظلال جمع ظل، مراد جنت کا سایہ ہے۔ یخصف الورق سے آیت کریمہ، **وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنة.** کی طرف ہے۔

کذافی سبل الھدی والرشادج /اول /صفحہ۷۳۔

استدراک:

اس جگہ جہاں جہاں سیدِ عالم ﷺ کے نور ہونے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نور ہیں بشر نہیں ہیں جیسا کہ اس دور میں یہ اہل بدعت کا عقیدہ بن چکا ہے کہ وہ نور کو بشریت کے خلاف اور بشریت کو نور کا مقابل اورضد تصور کرتے ہیں یہاں جن بزرگوں کے کلام میں نور ہونے کا اثبات ہے وہ بشریت کے تقابل سے نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کا بشر ہونا نصِ قرآن سے ثابت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰی اِلَیَّ اِنَّمَا اِلٰهُکُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلاً صَالِحاً وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَداً۔

(سورہ کہف)

ترجمہ:

اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ میں بھی تمھاری طرح ایک آدمی ہوں میرے پاس اس بات کی وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے لہذا جو اپنے رب سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اچھے اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے **اور ایسے ہی فرمایا:**

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ۰ سورۃ الانبیاء

ترجمہ:

اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا پھر کیا آپ اگر مر گئے تو وہ رہ جائیں گے۔

نیز ارشاد باری عزاسمہ ہے:

فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۰

(سورۂ اعراف)

ترجمہ:

وہ لوگ جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کی اور اتباع کی اس نور کی جو

آپ کے اوپر نازل کیا گیا تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں۔

یہاں صراحۃً نور سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ وہ ہی آپ ﷺ پر اتارا گیا ہے۔

الغرض اللہ پاک نور ہیں **اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ** فرمایا گیا ہے اور قرآن کریم نور ہے اور نبی پاک ﷺ ایسے بشر ہیں جو نور والے ہیں جن پر اللہ پاک نے اپنا نور قرآن کریم نازل فرمایا ہے جس سے آپ ﷺ منور ہیں اور آپ کا شہر بھی منور ہوا تو وہ مدینہ منورہ کہلایا اور آپ ﷺ کی برکت سے عالم بھی منور ہوا نورِ شریعت سے روشن ہو کر **اشرقت الارض بنور ربھا** فرمایا گیا کہ زمین رب کے نور سے روشن و تاباں ہو گئی ہے۔

لہذا جو قرآن کریم کے احکام پر عمل کرے گا وہ بھی منور ہو جائے گا اور اس کا دل و دماغ نورِ الٰہی سے جگمگانے لگے گا اور جو اس سے اعراض کرے گا وہ ظلمات نفس و ظلمات شیطانی میں گھرتا چلا جائے گا۔

جو لوگ حضرت نبی پاک ﷺ کو نور اس معنی کر جانتے ہیں کہ بشریت کی نفی ہو جائے وہ غلط ہیں بشریت پر ایمان لانا ضروری ہے:

دیکھئے مراقی الفلاح کی عبارت:

ویشترط لصحۃ الایمان بہ ﷺ معرفۃ اسمہ وکونہ بشراً من العرب وکونہ خاتم النبیین ۔ مراقی الفلاح ص ۷۶ ج۔

اورآپ ﷺ رسول ہیں اوررسول کی تعریف علم عقائد میں کیا نور سے کی گئی ہے؟

بلکہ فرمایا ہے: **الرسول ھو انسان بعثہ اللّٰہ تعالی لتبلیغ الاحکام۔**

(یعنی رسول ایسا انسان ہوتا ہے جو انسانوں تک اللہ پاک کے احکام پہونچانے کے لئے آتا ہے)

پھر چونکہ وہ انسانوں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تو ان ہی کی جنس میں ہونا ضروری ہے اس وجہ سے فرمایا من انفسکم تمھارے ہی خاندان وقبیلہ میں سے بھیجے گئے، تاکہ جاننے پہچاننے اور ماننے میں پریشانی نہ ہو، پھر یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے کیونکہ مسئلہ صرف رسول پاک ﷺ کی ذات ہی کی حدتک نہیں رہے گا اورانبیاءؑ کوبھی نور ماننا پڑے گا اور ان کونور مان کر ان کے والدین کو جن میں اکثریت غیر ایمان والوں کی ہے کیا مانا جائے گا؟ اور اُن کی تمام اولاد کو جن میں اکثریت غیر ایمان والوں کی ہے کیا مانیں گے؟ لازم آئے گا کفار ومشرکین کوبھی نور ماننا اوراس کا غلط ہونا واضح ہے مثلاً ابراہیمؑ ہیں ان کے والد کو کیا کہو گے؟ اور نوحؑ کے بیٹے کو کیا کہو گے؟ اور یہ بات بھی عجیب ہوگی کہ نبی فقط نور رہا اور اُس کے اصول وفروع نور نہ ہوں، حالانکہ اصول وفروع کی جنس ایک ہوتی ہے انسان سے انسان اور جنات سے جنات اور فرشتوں سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں پھر نور ماننے سے

مقصد فرشتہ ماننا ہے تو انبیاءؑ کوفرشتوں پر فضیلت دی گئی ہے کہ حضرت آدمؑ کوسجدہ کرایا گیا اُن کا مقام بلند فرمایا گیا ہے فرشتے انبیاءؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ساتھ دیدیتے تھے ان میں سب سے اللہ پاک کے مقرب جبرئیلؑ ہیں اس کے باوجود شبِ معراج میں جبرئیلؑ پیچھے رہگئے اور حضور پاک ﷺ آگے بڑھ گئے تو فرشتہ مان کر اُن کے مقام کو کم کرنا ہوگا جو درست نہیں۔

پھر سوال یہ بھی ہوگا کہ نور کو کھانے پینے اور استنجے اور عورتوں کی ضرورت نہیں ہے جبکہ انبیاءؑ سے کھانا پینا چلنا سونا جاگنا استنجے وغیرہ کی تمام ضروریات نکاح وغیرہ ثابت ہیں اور وہ نمونہ ہی بشری ضروریات میں بنائے گئے ورنہ امت اتباع کس چیز میں کرے گی، اور اتباع واطاعت کی روایات کا محل ہی بدل جائیگا اس وجہ سے یہ بالکل غیر معقول بات ہے، ہاں اُن کی بشریت سب سے اعلی ہے جیسا کہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کا قول ہے: **بشر لا ککل البشر بل کا لیا قوت بین الحجر** یعنی بشر ہیں مگر ہر بشر کی طرح نہیں بلکہ ایسے جیسے یاقوت پتھر ہے دوسرے پتھروں کے درمیان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر ہزاروں روایات سے استدلال ہوسکتا ہے۔

جیسا کہ ایک روایت بھی اسپر شاہد عدل ہے:۔

عن انس رضی اللّٰہ عنه قال جاء ثلاثة رهطٍ الی بیوتِ ازوجِ النبیِ ﷺ یسألونَ عن عبادةِ النبیِ ﷺ فلما أخبروا

كـأنهم تَقَالُّوهاوقالوا اَينَ نحنُ من النبيِ ﷺ قدغُفرَ له ما تقدمَ
مـن ذنبهٖ وما تأخرَ قال أحدُهم اَمَّا اَنَا فَأُصَلى اللَّيْلَ أبداً وقال
الآخـر: واَنَـا أصـومُ الـدَّهْـرَ ولا أفـطر وقال الآخر وأنا اَعتزلُ
الـنسـاء فـلا اَتـزوجُ اَبَـداً فَـجَـاءَ رَسولُ الله ﷺ اِلَيْهِمْ فقال اَنتم
الـذين قُلتم كذا وكذا أماواللّٰهِ انى لأ خشاكم للّٰه واتقاكم له لكنى
أصـوم وأفـطـر وأصـلـى وأرقـد واتزوج النساء فمن رغب عن
سنتي فليس منى ۔ متفق عليه۔

ترجمہ وتشریح:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین حضرات جوحضور ﷺ کی عبادت کی کیفیت معلوم کرنا چاہتے تھے ازواج مطہرات رضی اللہ عنھا کے دولت کدہ پرحاضر ہوئے!اور جب ان کوعبادت کی کیفیت سے مطلع کیا گیا تو وہ عبادت بہت کم معلوم ہوئی ،تو وہ کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے سامنے ہماری کیا حیثیت وحقیقت ہے، آپ کوتو تمام اگلی پچھلی تقصیروں سے (بغرض محال اگر آپ ﷺ سے سرزد بھی ہوجائیں) معافی کی بشارت مل چکی ہے (ہمارا اس تھوڑی سی عبادت میں کیا بھلا ہوگا لہذاان میں سے)**ایک** بولا میں تولگا تارساری رات نماز ہی پڑھتارہوں گا!**دوسرا** کہنےلگامیں مسلسل روزے رکھوں گااورکبھی افطارنہیں کروں گا،**تیسرا** کہنےلگا میں کبھی شادی نہیں کروں گا اورعورت سے ہمیشہ دوررہوں گا ،حضرت رسالت مآب ﷺ (کو جب ان کی ان باتوں کی اطلاع ملی تو) اُن کے پاس تشریف لائے اورفرمایاتم نے ایسا

ایسا کہا میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں،اورتم سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہوں،لیکن اس کے باوجود میں روزہ بھی رکھتا ہوں اورافطار کی حالت میں بھی ہوتا ہوں،رات کونماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، پس میرے طریقہ سے جوروگردانی کرے گا اسکا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاءؑ ضروریاتِ بشریہ کے محتاج ہوتے ہیں اوراپنی بشری ضروریات وتقاضوں میں اُمت کے لئے نمونہ واسوہ بنائے جاتے ہیں۔

اللہ جل جلالہ

باب ثانی:۔

☆تمام مخلوق کا وجودآپؐ کی وجہ سے ہے۔☆

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدمؑ اورتمام مخلوق نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہیں۔

حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام۔ کووحی بھیجی کہ ہمارے محبوب محمد ﷺ پرایمان لاؤاوراپنی امت کو بھی ہدایت کروکہ وہ بھی ایمان لائیں اگر میں محمد ﷺ کو پیدانہ کرتا تو آدم، جنت ونارکوبھی وجودنہ بخشتا اورمیں نے عرش پانی پر پیدا کیا تھا وہ حرکت کرنے لگا تو میں نے **لااله الاالله محمدٌ رسول الله** اس پرلکھ دیا تو وہ ٹھہر گیا۔

ابوالشیخ عبداللہ بن محمد جعفر بن حیان الاصبہانی المتوفیٰ ۳۶۹ھ جن کی اصل کنیت ابوالشیخ ہے جو ان کی تصانیف کیوجہ سے کہا جاتا ہے اس کو طبقات الاصبہانیین میں ذکر کرتے ہیں کہ نیز حاکم نیشاپوریؒ نے بھی ذکر کیا ہے اور تصحیح کی ہے، امام سبکیؒ نے شفاء السقام میں، بلقینیؒ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ اس کی سند میں عمرو بن اوس مجہول ہیں۔

بندہ ناکارۂ خلائق عرض کرتا ہے کہ جملہ حضرات انبیاءؑ سے اسکا عہد لیا گیا تھا کہ خود بھی ایمان لائیں گے اور اپنی امتوں کو بھی کہیں گے جیسا کہ آل عمران کی آیت ۸۱/اس پر دلیلِ واضح ہے۔

(باب سادس) میں یہ مضمون تفصیلاً آرہا ہے علامہ جمال الدین محمود بن جملہ بن مسلم الدمشقی المتوفی ۷۶۴ھ فرماتے ہیں کہ یہ فضیلت نہ ملائکہ کرام کو حاصل ہے اور نہ کسی اور نبی کو جو نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے۔

وَمَا عَجَبٌ اِكْرَامُ أَلْفِ لِوَاحِدِ
لِعَيْنٍ تُفَدَّى أَلْفُ عَيْنٍ وَتُكْرَمُ

اور کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ ایک کی وجہ سے ایک ہزار کا اکرام کیا جائے وہ آنکھ جس پر ہزاروں آنکھیں قربان وفدا ہوتی ہیں کیونکر اس کا اکرام نہ کیا جائے۔

دیلمی ابوشجاع شیرویہ بن شہردار الہمدانی اپنی مسند میں سیدنا ابن عباسؓ سے

فضائل سیدالمرسلین

نقل کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت اور نار پیدا نہ کرتا، نیز اسی مضمون کی روایت حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ جبرئیلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا کہ اللہ پاک تم کو فرماتے ہیں کہ اگر میں نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا ہے تو آپ ﷺ کو حبیب بنایا ہے اور میں نے آپ ﷺ سے زائد باعزت اپنے نزدیک اور کوئی نہیں بنایا ہے اور میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا تاکہ تمہاری عزت وبزرگی کا اُن کو تعارف کراؤں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا، ابن عساکرؒ نے اس کو روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کی سند نہایت کمزور ہے شیخ الاسلام بلقینیؒ نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ اے محمد میری عزت وجلال کی قسم اللہ تم کو پیدا نہ کرتا تو ارض وسموات کو پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان اٹھاتا اور نہ زمین بچھاتا، نیز حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ تمہاری وجہ سے میں نے ارض بطحاء کو بچھایا ہے اور پانی میں موجیں پیدا کی ہیں، آسمان بلند کیا ہے، ثواب وعقاب جنت ونار پیدا کئے ہیں، عارف باللہ سید علی بن ابی الوفاءؒ جو مشہور صالحین، عابدین میں شمار ہوتے ہیں فرماتے ہیں۔

سَكَنَ الْفُؤَادُ فَعِشْ هَنِيْئاً يَا جَسَدُ
هَذَا النَّعِيْمُ هُوَ الْمُقِيْمُ اِلَى الْأَبَدْ

رُوحُ الْوُجُودِ حَیَاۃُ مَنْ ھُوَوَاحِدُ

لَوْلَاہُ مَاتَمَّ الْوُجُودُ لِمَنْ وُجِدُ

عِیسَی وَآدَمُ وَالصُّدُوْرُجَمِیْعُھُمْ

ھُمْ أَعْیُنٌ ھُوَنُورُ ھَا لَمَّاوَرَدُ

لَوْأَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَۃَ نُوْرِہِ

فِی وَجْہِ آدَمَ کَانَ أَوَّلَ مَنْ سَجَدُ

أَوَلَوْرَأَی النَمْرُود نُوْرَ جَمَالِہِ

عَبَدَ الْجَلِیْلَ مَعَ الْخَلِیْلِ وَمَاعَنَدُ

لَکِنْ جَمَالَ اللّٰہُ جَلَّ فَلایُرَی

اِلَّابِتَوْفِیْقِ مِنَ اللّٰہِ الصَّمَدُ

☆سبل الھدی والرشاد ص/ ۷۶/ج ۱ .☆

قلب کو قرار ہوا ہے لہٰذا اے بدن تو اب آرام سے وقت گذار انشاءاللہ یہ نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں،تمام اشیاء کے وجود کی روح وہ فردِفرید ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو کسی صاحبِ وُجودکووُجودنہ ملتا حضرت عیسیٰؑ اورحضرت آدم **علیہ الصلاۃ والسلام**۔ اورتمام بڑے انسان اگر آنکھ کے درجہ میں ہیں تو وہ اُن آنکھوں کا نورو جمال ہے اگر شیطان بھی آپ ﷺ کے نور کی نورانیت دیکھ لیتا آدم علیہ السلام کے چہرہ میں تو سب سے

پہلے سجدہ کرتا اوراگر نمرودملعون بھی آپ ﷺ کے جمال جہاں آرا کودیکھ لیتا توجلیلِ تعالیٰ کی خلیل اللہ کے ساتھ عبادت کرتا اورعنادنہ کرتا مگراللہ کا جمال ونور ہرایک کودکھایا بھی نہیں جاتا وہی دیکھ سکتا ہے جس کواللہ پاک کی توفیق میسر ہو،سبحان اللہ شیخ علی بن ابی الوفاءؒ نے کس قدر عمدہ مضامین ان اشعار میں جمع فرمادیئے ہیں جواہلِ محبت کیلئے شراب طہور ہیں اورشیخ علی بن ابی الوفاءؒ اپنے دورمیں اسرار وکمالات میں بہت آگے تھے۔علامہ شعرانیؒ نے طبقات کبریٰ میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے:

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

وار حمنامعہ وبارک لنا-

باب ثالث:۔

☆حضرت آدمؑ میں روح ڈالنے سے قبل ھی آپؐ نبی بنائے جا چکے تھے۔☆

اس باب میں یہ بیان کیا گیاہیکہ نبی کریم ﷺ نبی بنائے جا چکے تھے اور ابھی آدمؑ میں روح بھی نہیں ڈالی گئی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓو سے مروی ہے کہ جناب رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے تمام اشیاء کی تقدیریں ارض وسموات کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل لکھ دی تھیں اور باری تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور صاحب اللطائف نے لکھا ہے کہ جو باتیں ذکر (لوح محفوظ) ام الکتاب میں لکھی گئی تھیں ان میں یہ بھی مکتوب تھا کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

چنانچہ عرباض ابن ساریہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ پاک کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا جاچکا تھا اور آدم ہنوز خاک وطین میں تھے امام احمدؒ نے اس روایت کو اپنی مسند میں لیا اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث شریف کا مقصد بیان کرتے ہوئے علامہ ابولفرج ابن رجب البغدادی الدمشقی المتوفی ۷۹۵ھ جو مشہور شارحینِ حدیث میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی نبوت اُن کی پیدائش سے قبل ہی مشہور ومعروف ہوچکی تھی اور ابھی حضرت آدمؑ دارِ دنیا میں قدم رنجہ بھی نہیں ہوئے تھے۔

ابن عباسؓ سے اُم الکتاب کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ بلاشبہ علمِ باری تعالیٰ ازلی قدیم ہے جو کچھ آئندہ وجود میں آنے والا تھا وہ سب اُن کے علم میں تھا اور یہ سب ان کے پاس تخلیق سموات وارض سے قبل ہی مکتوب تھا:

جیسا کہ فرمایا ہے:

مَاأَصَابَ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَافِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَبْرَأَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ۔

زمین میں جو بھی مصیبت پیش آتی ہے کسی پر بھی کسی بھی طرح ہو یا تمہاری جانوں پر وہ سب ان کی پیدائش سے قبل اُم الکتاب میں لکھی جا چکی ہے اور یہ اللہ پاک کیلئے آسان کام ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک سے قبل کوئی شئی نہیں تھی اور اُن کا عرش پانی پر تھا انہوں نے ہر شئی ذکر میں (**اُم الکتاب**) لکھدی تھی پھر آسمان وزمین پیدا فرمائے ہیں۔

عن ابی هريرة قال قالو ايا رسول الله متى وجبت لك النبوة قال وآدم بين الروح والجسد۔

امام ترمذیؒ نے اس کو نقل کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے یعنی ابھی آدم کی روح کا تعلق جسد سے نہیں ہوا تھا کہ اللہ پاک نے میرے لئے منصب بنوت مقرر فرمادیا تھا۔ کذافی الکوکب الدری۔

علامہ آجریؒ جن کا نام محمد بن الحسین بن عبداللہ ہے شافعی المسلک عالم ہیں فقیہ ومحدث ہیں صاحب التصانیف بھی ہیں اپنی کتاب ''الشریعۃ'' میں سعید بن ابی راشدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح القرشی جو مشہور مفسر ومحدث ہیں معلوم کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ مخلوق کے پیدا ہونے سے قبل نبی بنائے جا چکے تھے فرمایا ہاں قسم اللہ کی بلکہ تمام دنیاء کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل نبی بنائے گئے تھے، علامہ ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عطا کے قول کا مطلب یہ کہ اُم الکتاب میں آپ کی نبوت مقدر ہو چکی تھی اور اشیاء کی تقادیر کی طرح کسی نے عمدہ کہا ہے۔

سَبَقَتْ نُبُوَّتُهُ وَآدَمُ طِيْنَةٌ
فَلَهُ الْفَخَارُ عَلَى جَمِيْعِ النَّاسِ
سُبْحَانَ مَنْ خَصَّ النَّبِيَّ مُحَمَّداً
بِفَضَائِلٍ تُتْلَى بِغَيْرِ قِيَاسِ !

حضرت نبی کریم ﷺ کی نبوت مقدر ہو چکی تھی اور آدمؑ ابھی بحالت طین وماء تھے اسی لئے آپ ﷺ کو تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے محمد ﷺ کو ایسے فضائل کے ساتھ خاص فرمایا ہے جو بے حد و اندازہ ہیں۔

تنبیہ اس جگہ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ مشہور علی ألسنة الناس ''کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین.'' کے متعلق علامہ ابن تیمیہ شیخ الاسلام والمسلمین ابوالعباس تقی الدین مستجاب الدعوات نے فرمایا کہ **لاأصل له** ایسے ہی زرکشی وغیرہ حفاظِ حدیث نے **لا أصل له** فرمایا ہے البتہ ''**کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد**'' صحیح ہے اور امام ترمذیؒ نے جلدِ ثانی میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔

اللہ

سبحانہ وتعالیٰ

باب رابع:۔

☆سب سے پہلے میثاق کا اقرار کرنے والے آپ ﷺ ہی ہیں۔☆

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میثاق کا اقرار کرنے والے رسول کریم ﷺ ہی ہیں۔

سہل بن صالح ہمدانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علیؒ سے معلوم کیا کہ محمد ﷺ آخر میں مبعوث ہوئے ہیں پھر تمام سے کس طرح مقدم ہو گئے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کی پشت سے انسانوں کو پیدا فرمایا اور ان سے اقرار لیا تو

سب سے پہلے اقرار کرنے والے **بَلٰی** کا تلفظ کرنے والے **الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟** کے جواب میں رسولِ کریم ﷺ تھے اس لئے آپ ﷺ تمام انبیاء بلکہ تمام انسانوں پر مقدم ہو گئے اگر چہ بعثت کے اعتبار سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔

اللہ

جل جلالہ

باب خامس:۔

☆آپ ﷺ کا نام اللہ نے اپنے ساتھ عرش پر لکھا۔☆

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی اللہ پاک نے عرش وغیرہ پر اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے، علامہ خالد بن محمودؒ فرماتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں کہ رسول کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کا نام عرش پر لکھا ہوا ہے۔

حاکم وطبرانیؒ نے فاروق اعظمؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمؑ سے خطیہٗ کا ارتکاب ہو گیا اور عتاب ہوا تو انہوں نے اس طرح دعا کی **اللّٰھم انی اسالک بجاہ محمد عندک وکرامتہ علیک ان تغفرلی خطیئتی**

کہ اے اللہ محمد کے مرتبۂ کرامت وشرافت کے صدقہ جو آپ کے یہاں طے ہے میری مغفرت فرمادے تب اللہ پاک نے پوچھا کہ تم نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا عرض کیا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرما کر روح ڈالی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش اعظم کے قوائم ودعائم پر لکھا ہوا دیکھا تھا'' **لاالٰہ الاالّٰلہ محمدٌ رسول اللّٰہِ** تو میں نے سوچا کہ آپ نے جس کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے وہ وہی ہو سکتا ہے جو ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زائد محبوب ہو فرمایا کہ اے آدم تم نے سچ کہا اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

علامہ زاہد شیخ ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ گر آدمؑ توبہ نہ کرتے وہ خود اور اُنکی اولاد ہمیشہ ناراضی کے مقام پر ہی رہتی مگر ایک شخص کی برکت سے تمام کا کام بن گیا اور سارے عالموں کو آپؐ کی وجہ سے برکت حاصل ہوئی۔

لہٰـــذا اب شفاعت کا انتظار قابل تعجب ہے، جبکہ آپ ﷺ نے ہمارے باپ کی پہلے ہی شفارش کی تھی آپ ظاہر و باطن اور اول وآخر کے اعتبار سے مبارک ہی مبارک ہیں۔

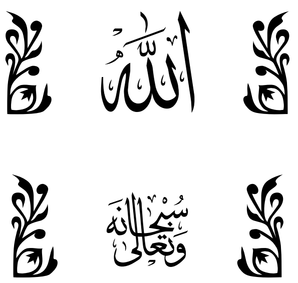
ابن ابی عاصم جن کو عاصم ابن النبیل بھی کہا جاتا ہے حدیث کے بڑے عالم تھے آپ نے تین سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں ان میں ایک مسند لکھی ہے جو پچاس ہزار احادیث پر مشتمل ہے اپنی مسند میں حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ اے موسیٰ جو مجھ سے اس حال میں ملاقات

کرے گا کہ محمد پر ایمان نہ رکھتا ہوگا تو اس کو جہنم میں داخل کردونگا عرض کیا کہ محمد ﷺ کون ہیں ؟ فرمایا کہ اے موسیٰ میری عزت وجلال کی قسم ان سے زائد بزرگ واکرم میرے نزدیک دوسرا کوئی نہیں ہے میں نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر سموات وارض شمس وقمر کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل لکھ دیا تھا، عرش کے علاوہ اللہ پاک نے اپنے حبیب کا نام جنت میں درختوں کے پتوں، دروازوں، خیموں وغیرہ میں لکھا ہے۔

چنانچہ ابن عساکرؒ نے کعبِ احبار سے نقل کیا ہے کہ اللہ پاک نے آدمؑ پر انبیاءؑ کی تعداد کے اعتبار سے عصاء اتارے تھے چنانچہ ایک بار آدم نے اپنے بیٹے شیثؑ کو کہا کہ میرے بیٹے تو میرے بعد میرا نائب وخلیفہ ہے لہٰذا تقویٰ وایمان، امانت اختیار کرنا اور جب تم اللہ کو یاد کرو تو برابر میں محمد ﷺ کا نام بھی لینا کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا تھا پھر جب میں نے آسمانوں کا طواف کیا تو میں نے آسمانوں پر کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں محمد ﷺ کا نام مکتوب نہ ہو پھر جب جنت میں ساکن ہوا تو میں نے جنت میں کوئی محل، کوئی غرفہ، کوئی درخت، کوئی باب ایسا نہیں دیکھا کہ جہاں محمد کا نام لکھا ہوا نہ دیکھا ہو حتیٰ کہ حورعین کی گردنوں پر اور سدرۃ المنتہٰی کے پتوں پر بھی اور فرشتوں کی آنکھوں میں بھی لہٰذا ہر وقت اُن کا تذکرہ کرو کیونکہ فرشتے بھی ان کو ہر وقت یاد کرتے ہیں دنیا میں بھی درختوں کے پتوں پر نام نامی اسم گرامی لکھا ہوا دیکھا گیا ہے۔

چنانچہ ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں ابوالحسین علی بن عبداللہ الہاشمیؒ سے نقل کیا ہے کہ میں بلادِ ہندوستان آیا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا پھول کا درخت تھا تو میں نے ایک پھول کھولا جس کی خوشبو نہایت عمدہ تھی کالے رنگ کا تھا اسمیں سفید دھاریوں سے **لاالہ الااللہ محمدٌ رسول اللہ**۔ لکھا ہوا دیکھا میں نے یہ سمجھکر کہ شاید قصداً کسی نے بنادیا ہو دوسرا دیکھا تو وہ پھول بھی ایسا ہی تھا ایسے ہی دوسرے حضرات نے بھی مشاہدہ کیا ہے، بعض بزرگوں نے بعض بلاد خراسان میں دیکھا کہ ایک بچہ پیدا ہوا اس کی ایک جانب **لاالہ اللہ** اور دوسری جانب **محمدٌ رسولُ اللہ** لکھا دیکھا۔ سبل الہدیٰ والرشاد ص ۸۷ ج (۱)۔

اس طرح بعض پھلوں میں اور جانوروں پر کلمہ طیبہ دیکھا گیا ہے جرمن میں باقاعدہ ایک درخت ہے جو صاف طور پر کلمہ طیبہ **لاالہ اللہ محمدٌ رسولُ اللہ** لکھا پڑھا جاتا ہے جس کا فوٹو احقر برطانیہ سے اپنے ساتھ لایا تھا جس کو شوق ہو دیکھ سکتا ہے، اسی طرح بعض مچھلیوں پر بھی **لاالہ اللہ محمدٌ رسولُ اللہ** لکھا ہوا دیکھا گیا ہے۔



باب سادس:۔

☆تمام نبیوں سے آپ ﷺ کے متعلق میثاق لیاگیا۔☆

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے آپ کے متعلق میثاق لیا گیا ہے کہ ایمان لائیں گے

اس بارے میں قرآن کریم میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد پاک ہے:

وَاِذْاَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاآتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مُصَدِّقٌ لِّمَامَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْا أَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَ نَامَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ۝

ترجمہ:

اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ۔

جب اللہ پاک نے تمام نبیوں سے اس بات کا وعدہ و میثاق لیا کہ جب میں

تم کو اپنی کتاب وحکمت دونگا اور پھر تمہارے پاس آخر میں ایسا پیغمبر جو تمہاری سب باتوں کی تصدیق کرنے والا ہو آئے گا تو تم اگر ان کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لانا ان کی نصرت کرنا پھر مزید فرمایا: **أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْا أَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَامَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ۝** کہ کیا تم نے اس کا اقرار واعتراف کرلیا اور اس پر میرا وعدہ لے لیا تو سب نے اقرار واعتراف کیا تب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب گواہ رہو میں بھی اس پر گواہ ہوں، ابن ابی حاتم نے سدی سے جو تفسیر کے بڑے عالم ہیں نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی ہے تابعی ہیں حجازی الاصل، کوفہ میں رہا کرتے تھے ۱۲۸ھ میں انتقال ہوا آیت کریمہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ پاک نے نوحؑ سے لیکر آخر تک کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس سے نصرت وتعاون وایمان لانے کا عہد نہ لیا اگر وہ آپ کو پائیں، نیز محمد ابن جریر طبری ابوجعفر البغدادی جو حدیث تفسیر وتاریخ کے مسلم امام ہیں چالیس سال تک ہر دن چالیس اوراق لکھتے تھے المتوفی ۳۱۰ھ نے بھی حضرت علیؓ سے بھی آیت کریمہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ پاک نے آدمؑ اور ان کے بعد جملہ انبیاءؑ سے محمد ﷺ کے بارے میں اس بات کا اعتراف لیا کہ اگر تم ان کو زندہ پاؤ تو ایمان لانا اور نصرت کرنا اور اپنی قوم کو بھی تعلیم کرنا، اسی طرح ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے شیخ الاسلام علامۂ زماں تقی الدین سبکی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کی کس قدر عظمت وکرامت کا اظہار ہے

کہ آپ ﷺ نہ صرف عام لوگوں کے بلکہ انبیاء کرام بلکہ ساری مخلوق کے نبی ہیں ،لہٰذا انبیاء کرام ان کی امتیں بھی آپ کی امت ہیں اسلیئے یہ ارشاد نبوی **بُعِثْتُ اِلی الناسِ کافۃ** کہ میں سب کی طرف مبعوث ہوا ہوں جسمیں آپ کے بعد آنے والے ہی نہیں بلکہ پہلے والے بھی شامل ہیں۔ سبل الہدی والرشاد ص۹۱ رج اول۔

(۱) سوال تمام انبیاءؑ سے میثاق کیوں لیا گیا ہے؟ جواب تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ محمد ﷺ ان پر مقدم ہیں اور وہ اُن کے بھی نبی ہیں اور یہ ظاہر کرنا ہے کہ نبی کریم ﷺ اصل ہیں اور باقی انبیاءؑ اس سلسلہ میں آپ کے خلفاء ہیں لہٰذا یہاں سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ انبیاءؑ کے بھی نبی ہیں یہی راز ہے کہ تمام انبیاءؑ آخرت میں آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جیسا کہ فرمایا گیا **آدم ومن دونہ تحت لوائی**

(مشکوۃ)

نیز اسی لئے نبی کریم ﷺ نے شبِ معراج میں تمام انبیا کو نماز پڑھائی اگر آپ ﷺ بالفرض آدم ونوح ودیگر انبیاءؑ کے دور میں تشریف لاتے تو ان پر اور اُن کی امم پر لازم تھا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی نصرت کریں لہذا معنوی طور پر آپ ﷺ کی نبوت ورسالت ان کیلئے ثابت ہوگئی ہے جب سب کے رسول ہوئے تو سب سے اقرار لینا برحق ہوا، اگر کوئی اشکال کرے کہ اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں: **أولٰئک الذین ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُداھُمُ اقْتَدِہ۔**
جس میں نبی کریم ﷺ کو اللہ پاک نے انبیاء سابقین کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے

اور اوپر مضمون میں انبیاء کا مامور بالا تباع ہونا معلوم ہوا ہے لہٰذا دونوں میں تعارض ہو گیا جواب یہ ہے جو ہدایت انبیاء سابقین لیکر مبعوث ہوئے ہیں وہ اصل میں آپ کی بھی شریعت تھی اور جو ان حضرات نے دینِ حنیف، صراطِ مستقیم کی خدمت فرمائی وہ سب آپ کی تشریف آوری کیلئے تمہید ومقدمہ اور راہ ہموار کرنا تھا اس آیتِ مذکورہ میں اس ہدایت کی اقتداء کی آپ کو تاکید ہے نہ کہ انبیاءؑ کی اقتداء کا حکم ہے کیونکہ باری تعالیٰ عزاسمہ نے **بھم اقتدہ** (اُن کی اتباع کیجئے) نہیں فرمایا ہے بلکہ **فبھداھم اقتدہ** (یعنی اُنکی ہدایت) فرمایا ہے ایسے ہی اللہ پاک کا ارشاد ہے: **ثم أوحینا الیک أن اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفاً۔** میں بھی دین ابراہیم کی اقتداء واتباع کا حکم فرمایا گیا ہے کیونکہ دین اصل تو اللہ پاک کا ہے اور انھیں کی طرف سے بندوں کو ملا ہے نہ اور کسی کی طرف سے یہی وجہ ہے کہ سید عالم نے ارشاد فرمایا ہے **لو کان موسی حیاً ماوسعہ الا اتباعی.** اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت حیات ہوتے تو وہ بھی میری اتباع فرماتے صاحب مشکوۃ نے تفصیلاً اس کو نقل فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ اصل مامور بالا تباع نبی کریم ﷺ ہیں کیونکہ آپ سلطانِ اعظم ہیں جس کو کسی شاعر نے کہا ہے اور خوب کہا ہے:

فَاِنَّکَ شَمْسٌ وَالْمُلُوْکُ کَوَاکِبُ
اِذَا ظَهَرَتْ لَمْ يَبْدُ مِنْهُنَّ كَوْكَبُ

آپ سورج ہیں اور سب ستارے ہیں اور جب سورج چمکتا ہے تو ستارے نہیں چمکتے
اسی مضمون کی طرف محمد بن سعید بن حماد بن عبداللہ البوصیری المتوفی ۶۹۶ھ نے اشارہ فرمایا

ہے۔

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمْ
فَإِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ.

یعنی تمام آیات ومعجزات جو سابق انبیاء کو دئے گئے تھے اور وہ لیکر آئے تھے سب آپ کے نور وبرکت سے اُن کو پہونچے اور حاصل ہوئے ہیں، آپ ﷺ فضل وکمال کا سورج وآفتاب ہیں اور وہ سب ستارے ہیں جن کے انوار تاریکیوں میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔

لہذا رسول پاک ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور آپ کی توہین کرنا تمام انبیاءؑ کی شان میں گستاخی کرنے اور توہین کرنے کے مترادف ہے اور ایسا شخص سب کے نزدیک مستحق قتل ہے۔

شیخ المشائخ محبوب العلماء فانی فی اللہ عاشق رسول اللہ
حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھیؒ
شانِ رسالت ﷺ میں یوں فرماتے ہیں:

خود ہی فرماتے ہیں سرکار دوعالم سن لے — کچھ نظر آئے تجھے تا کہ محمدؐ کا مقام
ہوتے موسیٰؑ بھی جو زندہ تو نہ چارہ تھا کوئی — بجز اس کے کہ کریں پیروی خیر انام
مرحبا صلِ علیٰ صلِ علیٰ — اللہ اللہ یہ رتبہ ہے یہ ہے ان کا مقام
سب سے بڑھ کر نہ ہو جب تک کہ محبت ان کی — ہوگا ایمان نہ کامل نہیں ہے اس میں کلام
گر سمجھ میں تیری آیا ہو رسالت کا مقام — کٹ کے ہر در سے تو بن فخر دوعالم کا غلام
میری سنت سے محبت ہے محبت میری — یہی فرما گئے ہیں سارے رسولوں کے امام
جو ہیں سرکار مدینہ کی محبت میں فدا — ساتھ سرکار کے جنت میں کریں گے وہ قیام
جان کی ان کی قسم کھاتا ہے قرآں میں خدا — اللہ اللہ یہ محبوب خدا کا ہے مقام

باب سابع:۔

☆آپؐ کے لئے حضرت خلیل اللہؑ کی دعاء۔☆

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا بھی فرمائی اور اعلان بھی فرمایا اللہ پاک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ:

اے رب تبارک وتعالیٰ لوگوں میں (مراد اہل مکہ میں) ایک رسول مبعوث فرمایئے جو انہیں میں سے ہو ان کو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور کتاب اللہ کی تعلیم دے اور حکمت سکھائے اور ان کا تزکیۂ اخلاق کرے بیشک آپ غالب ہیں تمام

امور پر اور حکمت والے ہیں۔

ابن جریر نے امام المفسیرین ابوالعالیہؒ سے نقل کیا ہے کہ جب سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا فرمائی تو ان سے فرمایا گیا کہ تمہاری دعا قبول کرلی گئی ہے آخر زمانہ میں ایسے نبی مبعوث کئے جائیں گے۔

چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ابراہیم کی دعاء کا ظہور اور عیسیٰ کی بشارت کا مصداق ہوں۔

حاکم نے یہ مضمون بواسطہ عرباض بن ساریہ سے نقل کیا ہے حافظ ابن عساکرؒ نے حضرت عبادۃ بن الصامت سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ حضرت آپ اپنے بارے میں بتایئے تو ارشاد فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعاء کا اثر ہوں اور سب سے آخر میں میرے بارے میں حضرت عیسیٰ نے بشارت دی اس کا مصداق ہوں یہی مضمون ابوامامہؓ نے بھی نقل کیا ہے۔

محمد بن کعب قرظیؒ سے جو کوفہ کے بڑے زبردست علماء میں ہیں مروی ہے کہ حضرت ہاجرہ وابراہیم علیہما السلام نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کولیکر ہجرت کی تو راستہ میں کسی نے ملاقات کی اور یہ خبر سنائی کہ تمہارا بیٹا بہت قبیلوں کا باپ بنے گا اور انھیں قبائل میں سے نبی ساکن حرم ہونگے۔

۱؎ محمد بن کعب قرظی المدنی ثم الکوفی احد العلماء الکبار ابن عون نے فرمایا کہ میں نے ان سے بڑا عالم تفسیر نہیں دیکھا ۱۱۹ھ یا ۱۲۰ھ میں انتقال فرمایا

باب ثامن:۔

☆آپؐ کے اوصافِ کریمانہ کتبِ قدیمہ میں مو جود تھے☆

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے اوصافِ عالیہ کتبِ قدیمہ میں بھی مذکور ہوئے ہیں حق جل مجدہ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: **اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْباً عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔**

ترجمہ:

وہ لوگ جو اس رسول نبی امی کی اتباع و پیروی کرتے ہیں جن کے اوصاف

تو ریت وانجیل میں لکھے ہوئے اپنے پاس پاتے ہیں، وہ انکو نیک کام کا حکم کرتے ہیں، اور برے کام سے منع کرتے ہیں اور حلال کرتے ہیں سب پاک چیزیں اور حرام کرتے ہیں ان پر ناپاک چیزیں اور اُتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جوان پر تھیں سو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انکی مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے اور وہی لوگ کامیاب ہیں

۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے تورات میں وہ بعض اوصاف جو قرآنِ کریم میں مذکور ہیں مکتوب پائے مثلاً، **یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً وَحِرْزاً لِلْاُمِّیینَ أنتَ عَبْدِی وَرَسُوْلِی سَمَّیْتُکَ المتوکل لیس بِفظٍّ وَلاَ غلیظٍ وَلاَسَخَّابٍ فِی الْأَسْوَاقِ وَلاَیجزي بالسیئةِ السیئةَ لکن یعفو ویَصْفَحُ حتی یقیم به المِلَّةَ العوجاءَ بِأَنْ یقولوا لااله الااللّٰه ویفتح به أعیناً عُمْیاً وَقُلُوْباً غُلْفاًو آذاناً صُمّاً.**

حضرت امام بخاری اور امام احمدؒ نے اس کو روایت کیا ہے یعنی اے نبی ہم نے آپ کو شاہد (مقبول القول) بشارت سنانے والا وڈرانے والا امتیوں کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے آپ ﷺ میرے خاص بندے اور رسول ہیں میں نے

آپ ﷺ کا نام متوکل رکھا ہے نہ سخت مزاج ہیں اور نہ بازاروں میں شور وشغب کرنیوالے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے لیکن معاف کرنے والے ہیں اور درگذر کرنے والے ہیں اللہ پاک اس وقت تک آپ ﷺ کی روح قبض نہی کریں گے جب تک کہ آپ ﷺ کے ذریعہ ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کردیں یعنی وہ کلمۂ توحید کے قائل ومعتقد نہ بن جائیں اور آپ ﷺ کے ذریعہ اندھی آنکھوں کو روشنی اور غافل قلوب کو منور اور بہرہ کانوں کو درست نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہیکہ ایک بار نبی کریم ﷺ یہود کے کنبہ میں داخل ہوئے وہاں ایک یہودی توریت کی تلاوت کرر ہا تھا اور لوگوں کو سنا رہا تھا جب نبی کریم ﷺ کا تذکرہ آیا تو رک گیا اور پڑھنے سے اعراض کیا حضور ﷺ نے معلوم کیا کہ کیوں رک گئے تو وہاں ایک شخص جو مریض تھا اور کونے میں پڑا ہوا تھا اس نے کہا کہ حضرت آپ (ﷺ) کے اوصاف کا تذکرہ آگیا تو رک گیا پھر اس مریض نے توریت خود لیکر پڑھی اور جب حضرت کے اوصاف کا تذکرہ آیا تو بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے اوصاف ہیں اور میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ پاک کے علاوہ دوسرا کوئی لائق عبادت نہیں ہے، جب اس مریض کا انتقال ہوگیا تو حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس شخص کی تدفین وغیرہ تم کرو۔

امام ترمذیؒ نے اپنی معروف کتاب شمائل میں حضرت کعب سے نقل کیا ہے

فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی پاک ﷺ کے اوصافِ عالیہ توریت میں اس طرح لکھے پائے ہیں محمد بن عبداللہ جن کی پیدائش مکہ میں ہوگی اور مدینہ ہجرت کریں گے آپ ﷺ کا سفر ملک شام میں ہوگا نہ آپ ﷺ فحش گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور وغل مچانے والے ہوں گے اور آپ ﷺ نہ برائی سے بدلہ دیں گے لیکن معاف کردیں گے اور درگذر کریں گے آپ ﷺ کی امت حمادون ہوگی ہر امر میں اللہ پاک کی حمد وثناء کریں گے اور چڑھتے اُترتے تکبیر وتسبیح کریں گے اپنے اعضاء پر وضو کریں گے نصف ساق تک ازار و لنگی باندھیں گے نماز میں اس طرح صف لگائیں گے جس طرح جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں لگاتے ہیں مساجد میں تسبیح وذکر اس طرح کریں گے جیسا کہ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے ان کا مؤذن فضاء میں گونجے گا اس کی آواز فضاء میں سنائی دی جائے گی۔

ابن سعدؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت یعقوبؑ کے پاس وحی بھیجی تھی کہ میں تمہاری اولاد سے ملوک اور انبیاء مبعوث کروں گا یہاں تک کہ ایک نبی حرمِ مکہ میں مبعوث کرونگا جن کی اُمت بیت المقدس تعمیر کرے گی اُن کا نام احمد ہوگا۔

نیز ابن سعدؒ نے سہل مولی عثمہؒ سے روایت کی ہے کہ پہلے وہ نصرانی تھے بعد میں مسلمان ہوگئے تھے بچپن میں یتیم ہوگئے تھے اور اپنی والدہ اور چچا کے یہاں پرورش پاتے تھے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا کی توریت کا نسخہ لیکر پڑھا تو اس

میں نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف پائے کہ آپ ﷺ نہ قصیر القامت ہوں گے اور نہ بہت طویل ہوں گے ،ابیض اللون ہوں گے ،منڈھیوں والے، آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی آپ ﷺ کپڑے سے احتباء گوٹ مار کر اکثر بیٹھا کریں گے صدقہ قبول نہ کریں گے دراز گوش کی سواری کریں گے بکری کا دودھ بھی خود نکال لیں گے اور پیوند والی قمیض پہنا کریں گے اور جو ایسا کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہوتا ہے اور وہ اسماعیلؑ کی ذریت سے ہوں گے ان کا نام احمد ہوگا۔

نیز حضرت امام بیہقیؒ نے وہب بن منبہؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ پاک نے زبور میں حضرت داؤدؑ کو وحی بھیجی کہ اے داؤد تیرے کافی زمانہ کے بعد ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام احمد و محمد (ﷺ) ہوگا میں اُن پر کبھی غضبناک نہ ہوں گا اور نہ وہ میری نافرمانی کریں گے اور میں نے ان کے تمام ذنوب مقدم و مؤخر معاف کردیئے ہیں۔

اس سلسلہ میں احادیث وآثار لوگوں نے مستقل طور پر رسائل میں جمع کردی ہیں اس وجہ سے یہاں صرف چند اقوال وآثار پر اکتفاء کرلیا گیا ہے، *ھذا ماخوذ من سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد۔ص/۱۰۲/ج/اول۔*

صلی اللہ علیہ وسلم

باب تاسع:۔

☆ذکرِ ولادت باسعادت☆

اصح قول کے مطابق سرورِ عالم ﷺ پیر کے دن جلوہ افروزِ عالم ہوئے اور پیر ہی کے دن نبی بنائے گئے اتفاقی بات یہ ہے کہ پیر ہی کے دن وفات شریف ہوئی اور پیر ہی کے دن حجر اسود رکھ کر نزاع کا خاتمہ فرمایا پیر ہی کے دن سورۂ مائدہ کی آیت کریمہ جس میں تکمیل دین کا پیغام ہے:

اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً نازل ہوئی اور واقعہ بدر کبریٰ بھی پیر کے ہی دن پیش آیا اور ایک قول کے مطابق جمعہ کے دن نزولِ آیت اور قصۂ بدر کا وقوع ہے، زبیر بن بکار نے ابن عساکرؒ نے بعض حضرات سے نقل کیا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ پیر کے دن طلوعِ فجر کے وقت رونق افروزِ عالم ہوئے کس قدر مبارک ساعت تھی جس میں ولادت باسعادت ہوئی کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

☆ اشعارمع ترجمہ☆

یَا سَاعَةً فَتَحَ الهُدَی أَرْفَادَهَا
لُطْفاً وَقَدْمَنَحَ الْجَزَا اِسْعَادَهَا

کتنی مبارک ساعت تھی کہ جس وقت ہدایت نے اپنے برتن کھولدئے
اور لطف ومہربانی ، نیک بختی کا دور دورہ ہو

لاحتُ بِشَهْرِ رَبِيْعِ الزَّاكِي الَّذِي
فَاقَ الشُّهُوْرَ جَلالَةً اِذْسَادَهَا

پاکیزہ ماہِ ربیع کی خوشبو مہک اور چمک اٹھی
اور وہ تمام مہینوں کا سردار بن گیا

حَيْثُ النبوة أَشْرَقَتْ بِمَآثِرٍ
كَالشُّهب لايُحصى الورَى تَعْدَادَها

جبکہ نبوت اپنے کمالات وفضائل کے ساتھ ستاروں کی طرح چمکنے لگی،
جن کی تعداد کا کوئی شمار نہیں ہے

حَيْثُ الْأَمَانَةُ وَالرِّ سَالَةُ قَدْبَدَتْ
يُعْلي لِمَكَّةَ غَوْرَهَا وَنِجَادَهَا

امانت اوررسالت کے کمالات ظاہر ہوگئے
جس سے مکہ مکرمہ کو بلندگی حاصل ہوئی

يَاسَاعَةً نِلْنَا السَّعَادَةَ وَالْهَنَا
فِيْهَا بِخَيْرِ الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدِ

کیسی مبارک ساعت تھی کہ جس میں سعادت اور خوشیاں نصیب ہوئیں
یعنی عالموں کے سب سے بہترین انسان کی خبر ملی

تَمَّتْ لَنَا أَفْرَاحُهَا بِظُهُورِهِ
وَتَكَمَّلت في شَهْرِ مَوْلِدِ أَحْمَد

جنکے ظہور کی وجہ سے جو ماہِ پیدائش نبی میں ہیں
ہماری خوشیاں ظاہر اور مکمل ہوگئیں ہیں

تَوَالَتْ أُمُوْرُ السَّعْدِ في خَيْرِ سَاعَةٍ
بِمَوْلِدِ خَيْرِ الرُّسْلِ في سَاعَةِ السَّعْدِ

یہ سعادت کے معاملات بہترین ساعت میں لگاتار ہوتے گئے
یعنی خیر الرسل سعادت کی ساعت میں وارد ہوئے

فَيَا طِيْبَ أَوْقَاتٍ وَيَا طِيبَ مَوْلِدٍ
وَيَاطِيْبَ مَوْلُوْدٍ حَوَى سَائِرَالْمَجْد

کتنا عمدہ وقت تھا اور کتنا عمدہ بچہ تھا
جس نے تمام شرافتیں جمع کر لیں

يَقُوْلُ لَنَا لِسَانُ الْحَالِ مِنْهُ
وَقَوْلُ الْحَقِّ يَعْذُبُ لِلسَّمِيْعِ

ان کی زبانِ حال سے اور حق کی بات
شیریں معلوم ہوئی سننے والوں کو

فَوَجْهِي وَالزَّمَانُ وَشَهْرُ وَضْعِي
رَبِيْعٌ فِي رَبِيْعٍ فِى رَبِيعٍ

لہذا میرا چہرہ اور زمانہ اور ماہِ پیدائش
ربیع ہے ربیع ہے، بہار ہے بہار ہے بہار ہے

بِهٰذا الشَّهرِفِي الِاسْلامِ فَضْلٌ
ومتفبة تفوق على الشُّهُوْر

الغرض اس ماہ کی اسلام میں ایک عظمت وبزرگی ہے
جو دوسرے مہینوں سے بڑھی ہوئی ہے

ربيعٌ فى ربيعٍ فى ربيعٍ
نورٌ فوق نورٍ فوق نور

بہار ہے بہار میں بہار کے اندر
یعنی نور ہے نور کے اوپر نور ہے

فضائل سیدالمرسلین

فصلِ بہار کو ولادتِ باسعادت کیلئے من جانب اللہ اس لئے منتخب فرمایا گیا کہ یہ ماہ لیل ونہار، حرارت وبرودت ورطوبت اعتدال ہوا

الغرض ہر اعتبار سے نہایت معتدل ہوتا ہے اور اسی سلسلہ نظام سعادت کی ایک لڑی یہ ہے کہ اللہ پاک نے آپ ﷺ کی تربیت کرنے والی عورتوں میں بھی ایک خاص انتخاب فرمایا، چنانچہ والدہ ماجدہ آمنہ میں امن وطمانیت اور دایا میں شفاء ورحمت اور پرورش کرنے والی میں برکت ونماء اور مرضعہ حلیمہ میں حلم وثواب کو جمع فرمادیا، محمد بن اسحاق امام المغازی والسیر فرماتے ہیں کہ یہ ربیع الاول کی ۱۲؍تاریخ تھی اور عامِ فیل تھا ۱۲؍ربیع الاول کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں جن کو کبارِ علماء نے لیا ہے، اگر کوئی اعتراض کرے کہ اسلامی نقطہ نظر سے تمام شہور میں سب سے افضلیت رمضان المبارک کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ شب قدر کا اس میں موجود ہونا اور قرآنِ کریم کا نازل ہونا خود قرآن کریم کی نصوصِ مبارکہ میں ارشاد ہوا ہے پھر ربیع الاول کے اختیار وانتخاب میں کیا راز وحکمت ہے؟ جواب متعدد وجوہ سے:

نمبر(۱) بعض احادیثِ شریفہ میں ہے کہ اللہ پاک نے درختوں کو پیر کے دن پیدا فرمایا اور اس میں عظیم تنبیہ ہے کہ اقوات وارزاق، فواکہ وخیرات جن کے ذریعہ بنو آدم کی حیات قائم ہے اور اُن کا سکون ہے زیادہ تر اسی ماہ سے تعلق رکھتے ہیں جس میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی آمد ہوئی ہے۔

نمبر(۲) لفظ ربیع میں بشارت ہے اور تفاؤل حسن ہے، حسن وجمال رونق وکمال کی طرف لہذا اس ماہ میں آپ ﷺ کا تشریف لانا اسی طرف اشارہ ہے کہ انشاء اللہ

آپ ﷺ کی امت کو سرور و بہجت، انبساط وقدرت فی العالم حاصل ہوگی، اس میں نبیٔ کریم ﷺ کی عظمتِ شان، رحمتِ عالم ہونا بشارت برائے اہل ایمان ہونا اور مہالک ومخاویف سے حفاظت کا سامان وذریعہ ہونا، عذابِ الٰہی سے اطمینان حاصل ہونا واضح کیا گیا ہے جو ادنی غور کرنے سے مفہوم ہوجاتا ہے۔

نمبر (۳) اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت فصلِ بہار کی طرح اعتدال ومتوسط نظامِ حیات، ضابطۂ زندگی ہے جو ہر قسم کے امراض وعلل سے محفوظ ہے۔

نمبر (۴) رمضان المبارک کو نزولِ قرآن و لیلۃ القدر کی فضیلت سے مشرف فرمایا ہے ربیع الاول کو اس سعادت سے مشرف فرمانا مقصود ہے وطنِ ولادت مکہ مکرمہ ہے باتفاق جمہور مگر مکہ مکرمہ میں جگہ کی تعین میں قدرے نزاع واختلاف ہے آج کل مولد النبی ﷺ کی جگہ ایک عظیم کتب خانہ ہے، بحمد اللہ بندۂ ناکارہ کو اس جگہ حاضری اور مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

فلله الحمد و المنة و الشكر.

کذا فی سبل الهدی والرشاد/ص۳۳۸/ج۱/ بتغیر حذف واضافہ۔

جامعہ اشرف العلوم رشیدی پر ایک نظر

قیامِ جامعہ ------------------ ۱۹۴۴ء مطابق ۱۳۶۴ھ۔

بانی ومؤسس: ۔فانی فی اللہ عاشق رسول اللہ حضرت مولانا الحاج قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ۔

آپکی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ بمقام محلّہ کوٹلہ گنگوہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۸ء میں ہوئی، آپکی وفات چہارشنبہ بوقت ۸/ بجے دن، ۲۴/ ربیع الاول/ ۱۴۲۵ھ میں ہوئی، آپؒ نے پوری عمر دینِ متین کے احیاء واشاعت کے سلسلہ میں خدماتِ جلیلہ انجام دیں اللہ تبارک وتعالیٰ بے حد قبول فرمائے اور اللہ پاک آپکو درجاتِ عالیہ سے نوازے! بزرگوں سے آپکو خلافت واجازت کا بھی شرف حاصل ہوا، نیز آخری وقت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب میں حاصل ہوئی اور بعد الوفات بشاراتِ منامیہ ظاہر ہوئے جنکی ایک بہت طویل فہرست ہے۔

موجودہ ناظم: استاذ الحدیث والافتاء حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی گنگوہی حفظہ اللہ ۔

نائب مہتمم: استاذ قرأۃ وتجوید حضرت مولانا قاری عبید الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ ۔

جامعہ کے شعبہائے جات:

(۱) شعبۂ افتاء (۲) شعبہ دورۂ حدیث پاک (۳) شعبۂ تمرین (۴) شعبۂ فارسی (۵) شعبۂ تجوید وقرأۃ (۶) شعبۂ حفظ قرآن پاک (۷) شعبۂ ناظرہ قرآن کریم (۸) شعبۂ دینیات (۹) شعبۂ اردو (۱۰) شعبۂ پرائمری درجات (۱۱) شعبۂ جونیر درجات (۱۲) شعبۂ تبلیغ وارشاد (۱۳) شعبۂ اصلاح معاشرہ وتزکیہ نفوس اور مجلس ذکر اللہ (۱۴) شعبۂ کمپیوٹر (۱۵) خطابت (۱۶) شعبۂ کتابت۔

نقشہ تعداد فارغین از ۱۹۴۴ء تا ۲۰۰۷ء　　موجودہ تعداد طلبہ در جامعہ ۲۸/۱۴۲۹ھ

فارغین شعبۂ افتاء از ۱۴۱۱ھ تا ۱۴۲۷ھ ۱۹۹۱ء ۲۰۰۶ء (۱۵۰)	فارغین دورۂ حدیث از ۱۴۰۵ھ تا ۱۴۲۶ھ ۱۹۸۵ء ۲۰۰۵ء (۱۸۱۷)	مقامی (۸۴۹) بیرونی (۷۵۰)
فارغین تجوید وقرأت از ۱۳۸۵ھ، تا ۱۴۲۷ھ ۱۹۶۵ء ۲۰۰۶ء (۱۷۷۷)	فارغین پرائمری از ۱۳۸۵ھ تا ۱۴۲۷ھ ۱۹۶۵ء ۲۰۰۶ء (۱۳۴۹)	تعداد مدرسین و ملازمین (۷۰)
فارغین ناظرہ کلام پاک از ۱۳۶۹ھ تا ۱۴۲۷ھ ۱۹۴۹ء ۲۰۰۶ء (۲۸۴۶)	☆ ☆ بحمد اللہ ☆ ☆	مصارف سالانہ تقریباً 60,00000 ساٹھ لاکھ روپئے۔

مؤلف کی دیگر گراں قدر تالیفات

(۱) (خیر الکلام فی مسئلۃ القیام)

(۲) (گنگوہ کی عظیم المرتبت دینی روحانی شخصیات)

(۳) (فضائل سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ)

(۴) (فضیلت تقویٰ)

(۵) (فضیلت علم وحکمت)

(۶) (ایمان اور اس کے تقاضے)

(۷) (تصوف کیا ہے؟)

(۸) (راہِ عمل)

(۹) (فوائد شریفیہ)

(۱۰) سید المحدثین حضرت امام بخاریؒ اور ان کے اساتذہ وشیوخ